

روزوں کی فضیلت

يا ايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون۔ ”
البقرة: ۱۸۳

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، جو تم سے پہلے گزرے ہیں۔ تاکہ تم پر ہیئز گار بن جاؤ۔

ان آیات میں ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن روزہ کا بیان ہے۔ صیام (روزہ) کے لفظی معنی رک جانے کے ہیں۔ عربی زبان میں اس کے لیے امساک کا لفظ بھی آتا ہے۔ تاہم صوم کا لفظ بھی رک جانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی کا شعر ہے۔

خیل صیام و خیل غیر صائمہ

تحت العجاج و اخری تعلق اللجما

شریعت میں طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور خواہشات نفسانی سے اپنے آپ کو روکے رکھنے کا نام روزہ ہے۔

روزہ نہار شرعی کے اندر ہوتا ہے۔ اور شرعی دن سے مراد پو پھوٹنے سے لے کر سورج غروب ہونے تک کا وقت ہے۔ اس دوران کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے باز رہنا اس نیت کے ساتھ کہ میرا روزہ ہے، یہی صوم ہے اور اسلام کے ارکان میں سے تیسرا رکن ہے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے علیکم بالصوم فانہ لا عدل لہ روزہ کو لازم پکڑو کیونکہ روزہ جیسی کوئی اور عبادت نہیں۔

فرمایا اے ایمان والو! یہ روزے صرف تم پر ہی نہیں فرض کیے گئے بلکہ تم سے پہلے گذرنے والے لوگوں پر بھی اسی طرح فرض تھے۔ البتہ ان روزوں کی مقدار اور تعداد مختلف امتوں کے لیے مختلف رہی ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ایام بیض یعنی ہر ماہ کی تیرہ چودہ پندرہ تاریخ کا روزہ رکھتے تھے۔ اور یہ روزے امت محمدیہ کے لیے مستحب کا درجہ رکھتے ہیں حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کے لیے فرض تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی امت کے لوگ بڑے سخت مزاج اور اکھڑتھے، ان میں جمہیت کا عنصر زیادہ مقدار میں پایا جاتا تھا۔ اسے کم کرنے کے لیے اس امت کو سارا سال روزے رکھنے کا حکم تھا حضرت داؤد علیہ السلام دو دن روزہ رکھتے تھے اور تیسرے دن انظار کرتے تھے اس امت آخر الزمان کے لیے اللہ تعالیٰ نے سال

بھر میں ایک ماہ کے روزے فرض کیے۔ ان کے متعلق فرمایا اہامام مملووت یعنی تین سو ساٹھ دن میں سے انتیس یا تیس دن کے روزے فرض قرار دیے گئے ہیں۔

امام طحاویؒ اپنی کتاب مشکل الآثار میں فرماتے ہیں کہ ہر عبارت میں ریا کا امکان ہے۔ صرف روزہ ہی ایک ایسی عبادت ہے جس میں ریاکاری کا کوئی مسئلہ نہیں۔ یہ باطنی عبادت ہے۔ اور اس کا تعلق ایک طرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور دوسری طرف بندہ کے ساتھ۔ نماز، زکوٰۃ حج وغیرہ ایسی عبادات ہیں جنہیں دوسرے لوگ دیکھ سکتے ہیں، انہیں محسوس کر سکتے ہیں، اور زکوٰۃ سے مستفید بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر روزہ کے ساتھ ایسا معاملہ پیش نہیں آ سکتا۔ اس کا تعلق صرف روزہ دار کی ذات سے ہوتا ہے۔ دوسرا شخص نہ اسے دیکھ سکتا ہے اور نہ محسوس کر سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص عام لوگوں کے سامنے تو نہیں کھاتا پیتا مگر درپردہ ایسا کر لیتا ہے۔ تو اس کا روزہ کہاں ہوگا۔ وہ لاکھ اعلان کرتا پھرے کہ میں روزہ دار ہوں مگر اس کی حقیقت کو وہ خود جانتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ روزے دار ہے یا نہیں۔ اس کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بدلہ تو ہر عبادت کا دیا جائے گا۔ مگر روزہ ایک ایسا عبادت ہے۔ جس کی جزا میں خاص طور پر خود عطا کروں گا۔ حدیث قدسی کے الفاظ ہیں۔ الصوم لی وانا اجزی۔

روزہ میرے ہی لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا

روزہ کے روحانی فوائد کے ساتھ ساتھ اس کے جسمانی فوائد بھی ہیں۔ ارشاد ہے

صوموا تصحوا۔ روزہ رکھو تاکہ تمہیں صحت نصیب ہو۔ یورپ کے بہت سے نامور ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اسلام نے فاقہ کا جو طریقہ روزہ کی صورت میں مقرر کیا ہے، اس سے بہتر حفظان صحت کا کوئی اصول نہیں مختلف بیماریوں کے حملہ کی صورت میں بھی روزہ صحت مندی کا سبب بنتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص بلغمی مادہ کی زیادتی کا مریض ہو، تو روزہ رکھنے سے بالکل تندرست ہو جائے گا۔ فاقہ کرنے سے بلغمی اور کئی دوسری دوطبیتیں خشک ہو جاتی ہیں اور آدمی صحت یاب ہو جاتا ہے اسی لیے فرمایا کہ روزہ رکھو، صحت نصیب ہوگی۔

روزہ کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ یہ قانون کی پابندی سکھاتا ہے روزہ کے ذریعے انسان ایک مقررہ وقت کے لیے حلال اکل و شرب سے بھی رک جاتا ہے۔ مقصد اس کا یہ ہے کہ انسان قانون کا پابند ہو جائے۔ جب وہ قانون کی پابندی کے ذریعے حلال چیزوں سے رک سکتا ہے۔ تو وہ حرام چیزوں سے بھی رک جائے گا۔ کھانے پینے اور نفسانی خواہش کی تکمیل سے انسان کا نفس مزید پھلتا پھولتا ہے۔ اسے کمزور کرنے کے لیے اسلام نے روزہ کا قانون نافذ کیا۔ تاکہ نفس انسانی کو فاقہ کے ذریعے کمزور کیا جاسکے۔ لعلمکم تتقون کا یہی مطلب ہے کہ انسان میں تقویٰ جیسی اچھی خصلت پیدا ہو جائے۔

حضرت مولانا شیخ الہندؒ فرماتے ہیں کہ روزے کے ذریعے جب نفس کو مرغوبات سے روکنے کی عادت پڑ جائے گی۔ تو پھر اسے شرعاً "حرام چیزوں سے روکنا آسان ہو جائے گا۔ جب روزہ کی وجہ سے قوت نفس اور شہوت میں ضعف آئے گا۔ تو تم متقی بن جاؤ گے۔ روزہ میں یہ بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے۔ کہ اس سے سرکش نفس کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور شریعت کے احکام پر پابندی ہونے لگتی ہے۔

متقی بننے کا یہی معنی ہے کہ انسانی نفس اس کے تابع ہو جائے اور احکام شریعت پر عمل آسان ہو جائے۔

مذہب اور فلسفہ

مشہور فلسفی بیکن (BACON) المتوفی ۱۶۲۶ء کی نظر میں

ہرگز کبھی فلسفہ اور مذہب میں خلط بحث نہیں کرنا چاہیے اس سے فلسفہ و ہم بافتہ ہو جاتا ہے اور مذہب لمحدانہ، ان دونوں کے ماخذ جدا جدا ہیں، فلسفہ ادارہ حسی سے شروع ہوتا ہے اور مذہب کی بنا وحی و الہام ہے "سائنس اور نفس انسانی حواس کے زیر اثر ہوتا ہے اور ایمان میں ایک دوسری ذات برتر (خدا) کے زیر اثر، اسی لیے ایمان سائنس سے اشرف ہے اور کوئی سرائی جتنا برتر از گمان و یقین ہوتا ہی اس کا ماننا خدا کے سامنے اظہار نیاز ہے اور اتنا ہی زیادہ شاندار ایمان کا غلبہ جب ہم ایک مرتبہ دین کے اصولوں کو تسلیم کر لیں تو ان سے ہم اسی طرح منطقی نتائج اخذ کرتے ہیں جس طرح ہم فلسفہ میں اصول اولیہ سے اخذ کرتے ہیں لیکن ان دونوں میں بڑا اہم فرق یہ ہے کہ فلسفہ میں دیگر تقاضا کی طرح اصولوں کا بھی استقراء سے گہرا تنقیدی امتحان لیا جاتا ہے لیکن مذہب میں ان کی الٹی سند ہونے کی وجہ سے اصول اولیہ کو ہاتھ نہیں لگا سکتے جس طرح شطرنج کے اساسی قوانین معرض بحث میں نہیں آسکتے

(بحوالہ تاریخ فلسفہ جدید ج ۱ ص ۲۳۴)